حافظ عبدالعلیم علوی بن شیخ التفسیر والحدیث
حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی
مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

کیا فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا فرض ہے؟

قسط نمبر 2

تسلسل کیلئے شمارہ نمبر 10 ملاحظہ کیجئے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث دعائے درخواست میں ہاتھ اٹھانے کیلئے نص صریح ہے اور اس میں کسی وقت کی تخصیص یا تعین نہیں ہے اور نہ ہی انفرادی یا اجتماعی ہونے کی قید ہے اور کسی قسم کی تخصیص یا تفریق کیلئے کوئی صحیح مرفوع حدیث تو کجا ضعیف اور کمزور حدیث بھی موجود نہیں ہے اور نیز اس حدیث میں ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے کہ جس وقت دعا کرو تو ہاتھ اٹھاؤ' اگر **صلوا** صیغہ اُمر ہونے کی بنا پر دونوں قعدوں میں درود شریف کے پڑھنے کو لازم اور ضروری قرار دیتا ہے کیونکہ یہ لفظ عام ہے اور دلیل تفریق موجود نہیں ہے تو سلوا کا صیغہ اُمر جو دعا میں ہاتھ اٹھانے کا حکم دیتا ہے اس سے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی اجازت اور گنجائش کیوں نہیں نکلتی' گویا جہاں اپنی ضرورت ہو اور اپنے نقطۂ نظر کیلئے استدلال کرنا ہو وہاں تو بلا قرینہ ہی صیغہ اُمر وجوب اور لزوم پر دلالت کرتا ہے اور جہاں اپنے نقطۂ نظر اور اپنی سوچ و فکر کے خلاف ہو وہاں قرینہ کی موجودگی میں بھی لزوم و وجوب تو کجا' جواز اور اباحت کی دلیل بھی نہیں بن سکتا' اس سے زیادہ تعجب اور حیرت انگیز بات کیا ہو سکتی ہے إن هذا لشيء عجاب نماز کے بعد ہاتھ اٹھانے کیلئے تو دلیل خاص طلب کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے آپ نے نماز فرض کے بعد ہاتھ نہیں اٹھائے حالانکہ جمعہ کی نماز جو فرض ہے اور اس میں کلام وگفتگو کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے' وہاں آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی ہے۔

متفق علیہ (بخاری ومسلم) کی روایت ہے کہ: أتى رجل أعرابي من أهل البدو إلى رسول الله ﷺ يوم الجمعة فقال يا رسول الله ﷺ هلكت الماشية' هلك العيال' هلك الناس فرفع رسول الله ﷺ يديه يدعو ورفع الناس أيديهم معه يدعون (فتح الباری ج۲ صفحہ نمبر ۶۶۵)

ایک بدوی جنگل سے جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول (قحط سالی کی وجہ سے) حیوانات' اہل وعیال اور لوگ مر رہے ہیں (اس لئے بارش کی دعا کیجئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے اور لوگوں نے بھی دعا کیلئے آپ کیساتھ ہاتھ اٹھائے (بخاری شریف صفحہ نمبر ۱۶۵ دار السلام)

ہفتہ بھر بارش ہوتی رہی تو اگلے جمعہ کے دوران ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ هلكت الأموال وانقطعت السبل فادع الله يمسكها عنا قال فرفع رسول الله ﷺ يديه' فتح الباری ج ۲ صفحہ نمبر ۶۴۶-۶۵۷ اے اللہ کے رسول ﷺ (بارش کی کثرت کی وجہ سے) مال ہلاک ہو رہا ہے اور راستے بند ہو گئے ہیں اللہ تعالی سے دعا فرمایئے کہ بارش ہم سے روک لے' تو آپ نے ہاتھ اٹھا لئے (اور دعا فرمائی) مختلف روایات کیلئے دیکھئے بخاری شریف دار السلام صفحہ نمبر ۱۵۰' ۱۶۳۔

امام نووی لکھتے ہیں: بارش کے طلب کرنے کیلئے تین صورتیں ہیں (۱) کسی وقت نماز کے علاوہ دعا کرنا (۲) خطبہ جمعہ کے دوران یا فرض نماز کے بعد دعا کرنا (۳) باہر نکل کر صلوٰۃ استسقاء پڑھنا اور دعا کرنا (شرح صحیح مسلم ۲۹۲ ج ۱) اور خطبہ کے دوران اس قدر خطبہ کے سننے کا اہتمام کرنے اور توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ نے فرمایا من مس الحصى فقد لغا (صحیح مسلم صفحہ ۲۸۳ ج ۱) کہ جمعہ کے دوران جو کنکروں کو ہاتھ لگاتا ہے تو اس نے بے مقصد لغو اور مذموم کام کیا حتی کہ اگر کوئی بول رہا ہو تو اس کو چپ کرانا بھی لغو اور بیجا کام ہے (صحیح بخاری دار السلام صفحہ ۱۵۰) اور اگر اثنائے جمعہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی جا سکتی ہے تو فرض نماز کے بعد کیوں نہیں کی جا سکتی جہاں کہ

بات چیت جائز ہو چکی ہے۔

مزید برآں آپ سے صراحۃ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لقد رایت رسول الله ﷺ كلما صلى الغداة رفع يديه يدعو عليهم (حلية الأولياء صفحہ نمبر ۱۲۳۔۱۲۴)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد ان (قاتلین) کے خلاف دعا کرتے تھے اس روایت کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ذھبی نے اس پر خاموشی اختیار کی ہے گویا امام حاکم کی بات کو تسلیم کیا ہے اس کے ایک راوی علی بن صقر کو امام دار قطنی نے لیس بالقوی کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

قد قيل في جماعات ليس بالقوى واحتج بهم۔ (الموقظه صفحه نمبر ۸۲)

کئی راویوں کے بارے میں لیس بالقوی کہا گیا ہے لیکن ان سے حجت واستدلال کا کام بھی لیا گیا ہے اور بقول مولانا ارشاد الحق یہ بات فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۴۳ جلد ۲۴ غیث الغمام صفحہ نمبر ۱۵۱ اور ضوابط الجرح والتعدیل صفحہ نمبر ۱۴۳ پر موجود ہے۔

علامہ معلمی یمانی لکھتے ہیں:

ليس بالقوى إنما تنفى الدرجة الكاملة من القوة (التنكيل صفحه ۲۳۲، جلد ۱)

لیس بالقوی سے قوۃ کے درجہ کاملہ کی نفی ہوتی ہے اس لئے حدیث درجہ استنا دسے ساقط نہیں ہوتی اس حدیث پر یہ اعتراض کرنا درست نہیں ہے کہ یہ ان احادیث کے مخالف ہے جن میں یہ آیا ہے کہ آپ فجر کی نماز کے اندر دعا کرتے تھے' کیونکہ اثنائے نماز میں دعا کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ بعد میں دعا نہیں کرتے تھے آپ حضرات ایک طرف نماز کو دعا قرار دیتے ہیں اس کے باوجود یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آپ فرض نمازوں کے بعد بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دعا فرماتے تھے اس لئے نماز کے اندر ہاتھ اٹھانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نماز کے بعد ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں اور دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ آپ حضرات پہلے قعدہ میں درود پڑھنا ضروری قرار دیتے ہیں لیکن یہاں یہ نہیں کہتے کہ درود صرف ان مقامات پر پڑھنا چاہئے' جہاں آپ نے پڑھا ہے اور فرض نماز کے پہلے قعدہ میں درود کا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہونا تو کجا کسی صریح مرفوع ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے' ہاں وتر اگر نو (۹) اکٹھے پڑھے جائیں تو اس صورت میں آٹھویں وتر پر بیٹھیں گے اور وہاں التحیات' دعا اور درود پڑھیں گے اس طرح وتر پڑھنے کا طریقہ اور ھیئت وصورت ہی الگ ہے اس کو دلیل کیسے بنایا جا سکتا ہے تو اس فرق وامتیاز کے باوجود یہاں درود کو وتروں کی مخصوص تعداد کے ساتھ جہاں آپ نے پڑھا خاص کیوں نہیں کیا جاتا معترضین دعا کا مندرجہ ذیل تبصرہ' ان حضرات پر کیوں صادق نہیں آتا

(تو یہ واضح ہے کہ جس کی عبادت ہے اس معبود برحق نے اپنی عبادت کا طریقہ بتانے کیلئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف نبی و رسول بنا کر بھیجا اور انہوں نے امت کو وہ طریقہ بتا دیا' اب امت کا فرض ہے کہ وہ صرف اسی طریقہ پر عمل کرے' اگر اس سے روگردانی کرے گی تو ارشاد نبوی ہے: من رغب عن سنتی فلیس منی (صحیح بخاری ومسلم) کہ جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں' نیز قرآن مجید میں بیشتر آیات ایسی بھی ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے فرض نمازوں کے بعد نفس دعا سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے' اختلاف صرف ہاتھ اٹھانے سے ہے ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ جس جس مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی صرف اس اس مقام پر ہی ہاتھ اٹھانا سنت ہے اور جس جس مقام پر ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ان ان مقامات پر ہاتھ کو نہ اٹھانا سنت اور ادب اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔)

اگر ادب' عبادت اور سنت یہی ہے کہ وہی عمل کیا جائے جو صراحۃ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے' تو اس کی پابندی آپ ہر جگہ کیوں نہیں کرتے آپ ہر تشہد میں درود کیوں لازم ٹھہراتے ہیں اور آپ نے باجماعت تراویح صرف تین دن پڑھی ہیں آپ پورا ماہ کیوں تراویح باجماعت پڑھتے ہیں جبکہ ہم تو دعائے سوال کیلئے ہاتھ اٹھانے کیلئے آپ کا صریح حکم پیش کرتے ہیں اور آپ کا عمل بھی پیش کرتے ہیں ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں

تیری زلف میں آئے تو حسن کہلائے
وہ تیرگی جو میرے نامہ اعمال میں آئے

ہمارا موقف یہ ہے کہ فرضوں کے بعد

ضرورت وحاجت کیلئے دعا کرنا دعائے سوال ہے جس میں ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے اور یہ حکم عام ہے کہ آپ جس وقت چاہیں اللہ سے ہاتھ اٹھا کر مانگ لیں اور آپ نے درود شریف کے لزوم اور فرضیت کیلئے جو طریقہ استدلال اختیار کیا ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی لازم اور ضروری ہو' کیونکہ اس کائنات کے خالق' مدبر اور منتظم نے تو حکم دیا ہے ادعونی أستجب لكم مجھ سے مانگو' میں تمہاری پکار قبول کروں گا ' آپ کے بقول صیغہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور یہاں ادعوا امر کا صیغہ ہے' لہٰذا امر چونکہ وجوب پر دلالت کرتا ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا فرض اور لازم ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے: سلو الله ببطون أكفكم اپنے سیدھے ہاتھ اٹھا کر مانگو اور سلوا کا لفظ صیغہ امر ہے اور دعا ہی کے سلسلہ میں وارد ہوا ہے اس لئے نص صریح اور صحیح ہونے کی بنا پر وجوب کا تقاضا کرتا ہے آپ حضرات بلا نص صریح پہلے قعدے میں درود کو فرض قرار دیتے ہیں اور آیت سے جو مطلق ہے نماز کا اس میں ذکر تک نہیں ہے اس سے استدلال کرتے ہیں لیکن طرفہ تماشہ یہ ہے کہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھانے کے استحباب کو بھی ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں بلکہ الٹی گنگا بہاتے ہوئے فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو بدعت قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں ہم یہی کہہ سکتے ہیں

کوئی مانے یا نہ مانے جانِ جہاں اختیار ہے
ہم تو نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں
ہمارا کام ہے کہنا بتا دینا
تمہاری مرضی ہے مانو یا نہ مانو

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما رفع قوم أكفهم إلي الله ليسئلوا شيئا إلا كان حقا علي الله عز وجل أن يضع فى أيديهم الذى سألوا - جب لوگ اپنی ہتھیلیاں اللہ عزوجل کی طرف اٹھا کر اس سے کچھ مانگتے ہیں تو اللہ اپنے لئے لازم قرار دیتا ہے' جو کچھ انہوں نے مانگا ہے وہ انہیں عنایت فرمائے۔ اور اس کی تصدیق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث سے ہوتی ہے جس کو علامہ عبداللہ خضری جو فرض نماز کے بعد دعا کو بدعت قرار دیتے ہیں نے صحیح تسلیم کیا ہے (الدعاء صفحہ ۱۵ حاشیہ نمبر ۲۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إن ربكم حيي كريم يستحيي من عبده إذا رفع يديه إليه أن يردهما صفرا۔ تمہارا رب بہت باحیا' سخی ہے' جب اس کا بندہ ہاتھ اٹھا کر مانگتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ وہ (بندے) کے ہاتھوں کو خالی لوٹائے۔ سنن ابی داؤد صفحہ ۲۲۱

اور حضرت ابن عباس کا یہ قول صحیح سند سے ثابت ہے: المسئلة أن ترفع يديك حذو منكبيك أو نحوهما والاستغفار أن تشير باصبع واحدة والابتهال أن تمد يديك جميعا (سنن بیہقی ۲/۱۳۳ سنن ابی داؤد دارالسلام صفحہ ۲۲۱) سوال کرنے' مانگنے کی صورت یہ ہے کہ تم اپنے کندھوں کے برابر یا ان کے قریب تک ہاتھ اٹھاؤ' بخشش طلب کرنا یہ ہے کہ تم ایک انگلی سے (اس کی واحدنیت کی طرف) اشارہ کرو اور ابتہال' عاجزی وبے بسی یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پھیلا دو۔

جب آپ نماز استقاء کیلئے باہر تشریف لے گئے تو آپ نے منبر پر تشریف رکھتے ہوئے فرمایا: وقد أمركم الله عزوجل أن تدعوه ووعدكم أن يستجيب لكم (سنن ابی داؤد صفحہ ۱۷۵)

اس طرح آپ نے آیت: قال ربكم ادعونى استجب لكم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کے عموم سے دعا کرنے پر استدلال فرمایا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی جیسا کہ اس روایت میں بھی یہ تصریح موجود ہے کہ آپ نے بہت مبالغہ کے ساتھ ہاتھ اٹھائے۔ لیکن بعض حضرات' حضرت انس ابن مالک کی اس حدیث کہ: كان النبى ﷺ لا يرفع يديه فى شيء من دعائه إلا فى الاستسقاء حتى يرى بياض إبطيه. (صحیح مسلم ج ۱' صفحہ ۲۹۳' صحیح بخاری ج ۱' صفحہ ۱۴۰)

نبی اکرم ﷺ اپنی دعائے استقاء کے سوا دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے (یہاں اس قدر بلند ہاتھ اٹھاتے) حتی کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی - اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ دعائے استقاء کے سوا دعا میں ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے۔

امام نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں اس حدیث سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استقاء کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆